

جناب نور محمد عفا فی الیم۔ اے
رام پور شیعہ بہادر نگر



امام مالک اور انکی موطا

حالات زندگی

نام و نسب | ام گرامی مالکؒ اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ انس بن مالک اصبحی کے فرزند ارجمند تھے۔ مین کے شاہی خاندان حمیر کی شاخ اصبح سے تھے۔ آپ کے دادا مالکؒ اور چچا ابو سہیل نافعؒ مدینہ کے مشہور و معروف محدث تھے۔ (المصنفی)

ولادت باسعادت | آپ سن ۶۵ ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ (بعض مورخین نے سن ولادت ۹۳ تا ۹۷ ہجری لکھا)۔ یسین پیدائش "فلسفۃ التشریع فی الاسلام" کے مصنف ڈاکٹر صبی محمد صفانی نے لکھا ہے۔

تحصیل علم | ذرا ہوش سنبھالنے پر آپ نے ابا و اجداد کی علمی راہ اختیار کی۔ آپ بلا کے ذہین اور قوی الحافظ تھے۔ جو بات ایک بار سن لیتے وہ ذہن سے اترتی نہ تھی۔ ایک دفعہ آپ کے استاد حضرت امام زہریؒ نے پالین سے زائد حدیثیں پڑھائیں۔ دوسری صبح آپ نے پوری پالین احادیث بغیر ایک لفظ کی کمی بیشی کے سنا دیں۔ آپ نے ربیع بن عبد الرحمن عرف ربیعہ رائی سے علم فقہ پڑھا اور بہت سے علماء حدیث مثلاً نافعؒ، حضرت عبد اللہ ابن عمرؒ کے غلام، زہریؒ، ابو الزنادؒ اور یحییٰ بن سعید انصاریؒ سے علم حدیث حاصل کیا۔ حضرت امام مالکؒ نے اپنے اساتذہ مذکورین کے سوا تابعینؒ اور تبع تابعینؒ سے بھی احادیث روایت کی ہیں۔ (فلسفۃ التشریع فی الاسلام ص ۵۵ اردو ترجمہ)

تدریس | زرقانیؒ نے لکھا ہے کہ آپ علمی حلقوں میں ایک امتیازی شان کے ساتھ چکے۔

احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جب تک نثر شیوخ نے اجازت نہیں دی سند تدریس پر جلوہ آرا نہیں ہوئے، تاہم شباب کا آغاز ہی تھا کہ مدینہ میں تدریس کرنے لگے۔ اور موطا لکھ کر اس کو مدللہ درس بنایا۔ آپ کا شہرہ دور دور تک پھیلا۔ افریقہ اور اندلس تک کے پروانے اس شیعہ علم کے گرد اکٹھے ہونے لگے۔

سفیان بن عیینہؒ کا قول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی آپ ہی کے حق میں تھی کہ ”عنقریب وہ زمانہ آئے گا کہ لوگ اونٹوں پر بیٹھ کر منزلیں کاٹیں گے اور عالم مدینہ سے بلند تر عالم کسی کو نہ پائیں گے۔“ (مصنف)

آپ کے حلقہ درس میں فقیر بے نوا سے یکسر شہنشاہ وقت تک شامل تھے۔ اگر ایک طرف یحییٰ لیلیٰ اندلسیؒ، اسد بن الفرات تونسسیؒ، عبدالسلام التنوخی عروت سمحون تیردانیؒ عبدالرحمان بن قاسم مصریؒ عبداللہ بن وہبؒ اشعث بن عبدالعزیز قسسیؒ اور عبداللہ بن عبدالمکرم الیہ غریب الوطن تھے تو دوسری طرف مدادیؒ، اردن الرشید، امین الرشید اور مرقن الیہ شاہ وقت تھے جنہوں نے آپ کے قدموں میں بیٹھ کر درس حدیث لیا۔ (تزکین الملک)

آپ کو علم حدیث کی تعظیم و اجلال کا بہت خیال تھا۔ سند درس کو زینت بنخشے سے قبل آپ غسل فرماتے، اجلال لباس پہنتے اور خوشبو لگاتے تھے۔ جب درس شروع کرتے تو مجلس پر وقار کی فضا طاری ہو جاتی تھی اور خوشبو سے دماغ معطر رہتا تھا۔

عقیق سے نگین بنے تک

شہتیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چسپراخ مصطفوی سے شرار البلبہی

معرکہ حق و باطل کو فی ثقیل بات نہیں۔ اس کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود حضرت انسان کی۔ اس تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حق کی پرچار وادی میں جس نے جی قدم رکھا اس کا دامن کائناتوں میں الجھے بغیر نہ رہ سکا۔ اس یابی کے عشق کا دم میں نے بھی بھرا اس کو آبلہ پانی کی لذت سے آشنا ہونا پڑا۔

دراہم یابی کہ خطر مانے بسیار ہے شرط قدم اول آنت کہ مہنوں باشی
لیکن اہل حق نے یہ دانے کر دیا کہ حق ایسی متاع گر نمایا ہے جس کے مقابلہ میں تن امن اور دھن کی بازی تو لگائی جا سکتی ہے لیکن اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔

حضرت امامؒ بھی اس لذت سے آشنا ہوئے، عباسی خلیفہ منصور کا عہد تھا۔ آپ نے اس کے خلاف نفس فکیر کے حق میں فتویٰ دیا۔ آپ کی دلیل یہ تھی کہ منصور خلافت کا اہل نہیں۔ اس نے بزور شمشیر سعیت لی ہے اور جس طرح جبری طلاق نافذ نہیں ہوتی اسی طرح جبری بیعت بھی درست نہیں۔ منصور اور نفس فکیر میں لڑائی ہوئی۔ منصور نے میدان جیت لیا۔ اور نفس فکیر قتل کئے گئے۔

منصور کا چچا داد بھائی جعفر بن سیمان والی مدینہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ بھری طلاق کے خلاف فتویٰ نہ دیں کیونکہ اس طرح منصور کی بیعت کا جواز جاتا رہے گا۔ آپ اپنی رائے پر قائم رہے جعفر نے آپ کے ننگے بدن پر کوڑے پٹوائے، بازو کھینچا کر مثانوں سے اتروا دیئے، لیکن آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ اس کے بعد آپ کو اونٹ پر بٹھا کر مدینہ کی گلیوں میں پھروایا، ایسے میں بھی جبکہ اونٹ کی ننگی پیٹھ پر زخموں سے چوڑے بیٹھے تھے۔ زبان مبارک پر جاری تھا: جو مجھے بانٹتا ہے سو بانٹتا ہے اور جو نہیں بانٹتا وہ سن لے میں مالک بن انس ہوں اور فتویٰ دیتا ہوں کہ بھری طلاق باطل ہے۔

جعفر کو معلوم ہوا تو اونٹ سے اتروا دیا یہ سارا واقعہ ہے۔ بعد میں منصور کا آپ سے اچھا رویہ رہا۔ اور اس نے قصاص کا عہدہ بھی پیش کیا، لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ (الانشاء، ترمذی، زوادی)

سے ہزار دام سے نکلا ہوں ایک سنبھ میں، جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھ

امام مالک اور عشقِ مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کو مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت تھی۔ آپ نے اپنی پوری زندگی وہیں گزاری، سوائے سفر حج کے اس مبارک شہر سے الگ نہیں ہوئے۔ یہ قاعدہ محبت اور قانونِ عشق ہے۔ کہ جس سے کسی کو محبت ہوتی ہے، اس کے گھر سے، در و دیوار سے، باغ سے، حتیٰ کہ اس کے گدھے سے، اس کے کتے سے محبت ہوتی ہے۔

امر علی الدیار دیار لیلیٰ اقبلہ ذال الجدار و ذال الجدار
میں لیلیٰ کے شہر پر گذرتا ہوں تو اس دیوار کو پیار کرتا ہوں۔ اور اس دیوار کو پیار کرتا ہوں
وَمَا حُبُّ الدَّيَّارِ شَغَفَنَ قُلُوبِهِمْ وَكَانَ حُبُّ مَنْ سَكَنَ الدِّيَّارَ
کچھ شہروں کی محبت نے میرے دل کو فریفتہ نہیں کیا بلکہ ان لوگوں کی محبت کی
کار فرمائی ہے جو شہروں کے رہنے والے ہیں۔

حرمِ مدینہ کا آپ کو اس قدر خیال تھا کہ آپ کے اصطلح میں کئی گھوڑوں کے ہونے کے باوجود آپ پیدل چلتے تھے۔ کسی کے استفسار پر آپ نے فرمایا:

مجھے حیا آتی ہے کہ مبارک شہر میں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی) کا جسدِ اطہر ہے میں اس میں سوار ہو کر چلوں۔ (زوادی) عہ عشق بن یہ ادب نہیں آتا۔

وفات | آخری سالوں میں آپ بہت نحیف ہو گئے تھے، مگر بدنی نقاہت قلبی اور روحانی قوت کے صنعت کا سبب نہ بن سکی۔ گھٹتے ہوئے بدن کو بھی علم حدیث کی خدمت سے فرصت نہ دی۔ آپ نے سلسلہ میں انتقال فرمایا: **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُسْتَمْنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّاتٍ ۝ (العنكبوت ۲۴ تا ۲۸)** اور حبس البقیع میں آخری آرام گاہ آباد فرمائی۔

اس خاک کے ذروں پر شرمندہ ہیں ستارے جس خاک میں پنہاں ہے وہ صاحب السرار موطا | موطا کے لغوی معنی سوزا رہا، ہموار کر دیا، تحقیق شدہ متفق علیہ کے ہیں۔ موطا اس رستے کو کہتے ہیں جس پر عام لوگوں کا گذر ہو لیکن اصطلاح میں حضرت امام مالکؒ نے احادیث کا مجموعہ موطا نام اپنے ہاتھ سے مرتب کیا اور اسے مدار درس بنایا۔ آپ اس سے حدیث اور فقہ دونوں کا درس دیتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

”امام مالکؒ نے موطا میں ۱۰۰۰۰ حدیثیں جمع کی ہیں لیکن پھر تہذیب و تنقیح اور ترتیب کے بعد بقول البرکۃ الابہری اس ۱۴۲۰ روایتیں رہ گئیں جن میں ۶۰۰ مسند، ۲۲۲ مرسل، ۶۱۴ موقوف اور ۲۴۵ مقطوع ہیں۔“ (دیباچہ السری)

خصوصیات | موطا کی چند نمایاں خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ موطا حدیث کے ساتھ فقہ کی کتاب بھی ہے۔ یہ فقہی ابواب میں منقسم ہے۔ اس میں صرف فقہی احادیث ہیں یعنی بن کی غرض احکام سے ہے۔ اس میں تفسیر، مناقب اور زہد وغیرہ کے ابواب نہیں ہیں۔

۲۔ موطا میں کوئی موقوف صحابی یا اثر تابعی نہیں ہے جس کا اخذ کتاب و سنت نہ ہو۔

۳۔ شہرت کا جہاں تک تعلق ہے، ایک جم غفیر نے حضرت امامؒ سے روایت کیا ہے جس میں خلفاء ماروان الرستید، امین، مہدی، مؤمن اور مجتہدین میں سے حضرت امام محمد بن حسنؒ، بلا واسطہ اور امام احمد بن حنبلؒ اور ابو یوسفؒ بالواسطہ اور محمد بن کاتر حصر ہی نہیں اور صوفیاء میں ذوالنون مصریؒ وغیرہ اور اہل مصر، شام، عراق، یمن اور خراسان میں ایک کثیر تعداد ہے وغیرہم۔

موطا کی صحت سے متعلق چند آراء | موطا کو امام الصمیمین کہا جاتا ہے۔

۱۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ”کتاب اللہ کے بعد آسمان کے نیچے موطا سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں“ (تنویر الحوالک ص ۷)

۲۔ سفیان بن عیینہؒ کا قول ہے۔ ”طلب حدیث میں لوگوں کو عالم مدینہ میں سے کوئی نہ ملے گا

ان کی وفات کے بعد مدینہ (از روئے علم حدیث) ویران ہو جائے گا۔
 ۳۔ عبدالرحمن بن مہدی کا ارشاد ہے: ”اس زمین پر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 حضرت امام مالک سے زیادہ کوئی امین نہیں۔ اور نہ ہی کوئی صحت حدیث میں ان سے سبقت
 لے گا۔“

۴۔ حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا ہے: ”میرے نزدیک امام مالکؒ عن نافع بن عمر کی
 روایت سنداً صحیح الانسانید ہے۔“

۵۔ یحییٰ بن معینؒ حضرت امام مالکؒ کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے تھے۔

۶۔ حضرت شاہ ولی اللہ موطا کی شرح ”المصنف“ کے دیباچے میں لکھتے ہیں: ”موطا کو تمام
 موجودہ کتب احادیث پر فضیلت حاصل ہے۔ فضیلت مصنف کے اعتبار سے التزام صحت
 سے، شہرت و مقبولیت احادیث کی وجہ سے ہے، حسن ترتیب کے مد نظر یہ کتاب بے نظیر ہے
 ائمہ مذاہب و تبع تابعین میں سے کسی کی کوئی تصنیف موطا کے علاوہ آج موجود نہیں۔ موطا کے
 مقابلے میں کوئی دوسری کتاب نہیں کہ محدثین اس کی قدر و منزلت پر ویسے ہی متفق ہوں۔“

موطا صحاح ستہ میں کیوں شامل نہیں

ذہن میں یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ موطا جب صحت کے انتہائی درجے پر ہے تو پھر
 اسے صحاح ستہ میں شامل ہونے کا فخر کیوں نہیں؟ اس کی وجہ یہ ہیں:
 ۱۔ موطا میں مرسل احادیث کی کثرت ہے۔

۲۔ فقہی اقوال اس میں اس کثرت سے ہیں کہ یہ حدیث سے زیادہ فقہ کی کتاب معلوم ہوتی

ہے۔ (علوم الحدیث از ڈاکٹر صبحی صالح)

۳۔ موطا کو صحاح ستہ میں شاید اس لئے شامل نہیں کیا گیا کہ اس کی تمام مرفوع احادیث صحیح بخاری

میں آچکی ہیں۔

بعض لوگوں نے موطا کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے، جیسے ابو الحسن زرینؒ نے ”التجريد

للصحاح والسنن“ میں اور ابن اثیرؒ نے ”جامع الاصول“ میں موطا کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے۔

موطا کی شہرت و مقبولیت اور صحت کی بنا پر محدثین حضرات نے

اسکی متعدد شرحیں لکھی ہیں جن میں چند مشہور یہ ہیں: ۱۔ تہذیب الخواص۔ از علامہ جلال الدین

سیریلی۔ ۲۔ کشف العظمیٰ شرح مختصر الموطا ان ابن فرحونؒ۔

دوسریں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے لکھی ہیں۔ ۱۔ السنوی (عربی زبان میں) ۲۔ المصنفی (فارسی میں) موطا کے نسخے | موطا کے نسخے تین سے زیادہ ہیں شیخ ابن عبد البرؒ نے اپنی کتاب میں ۱۲ نسخوں کی تفصیلات مہیا کی ہیں۔ اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی نے اپنی کتاب ”بستان المحدثین“ میں پندرہ نسخوں کا ذکر کیا ہے۔ انہوں (شاہ صاحبؒ) نے مزید فرمایا کہ امام مالکؒ سے ان کے زمانے میں تقریباً ہزار لوگوں نے موطا سن کر جمع کیا۔ چنانچہ اس کے بہت نسخے موجود ہیں۔ آج کل بلاد عرب میں ان کثیر نسخوں میں سے چند ایک جو مشہور ہیں، پائے جاتے ہیں۔

۱۔ یحییٰ بن یحییٰ عموری اندلسی کا نسخہ۔ آج کل اس کا سب سے زیادہ ہے اور طائفہ علماء کا محترم نسخہ بھی یہی ہے۔ چنانچہ جب موطا کہا جاتا ہے تو ذہن فوراً اس کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ نے امام مالکؒ سے آخری تین باب کی سماعت نہیں کی اس لئے ان تینوں بابوں کو زیادہ ابن عبدالرحمنؒ اندلسی سے روایت کرتے ہیں۔ یحییٰ بن یحییٰ نے موطا کو امام مالکؒ سے زیادہ اور ان کی شاگردی کا فخر حاصل کرنے سے قبل اپنے ہی شہر میں تمام موطا کی اسناد انہی (زیادہ ابن عبدالرحمنؒ) سے ہی سنیں۔ یحییٰ بن یحییٰ حضرت امامؒ کے خاص شاگرد تھے یہ بربر قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت امام انہیں مائل کے نام سے پکارتے تھے۔ انہیں شاہان وقت کا قرب بھی حاصل تھا۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ حضرت امام مالکؒ کا مسلک اندلس میں پھیلانے میں یحییٰ بن یحییٰ کا خاص کردار ہے۔ کیونکہ یہ قضاات کے عہدے پر مامور تھے اور دیگر علاقوں میں قاضی ان کے مشورہ سے مقرر ہوتے تھے اور یہ صرف مالکی مسلک کے علماء کا تقرر کرتے تھے۔ (الملل والنحل لابن حزم)

۲۔ دوسرا نسخہ وہ ہے جو عبدالرحمن بن عبدالبرؒ نے حضرت امام مالکؒ سے روایت کیا ہے۔

۳۔ موطا کا تیسرا نسخہ عبد بن مسلم قاضی کا ہے۔

۴۔ ایک نسخہ محمد بن حسن الشیبانیؒ کا ہے۔

الغرض میں اپنی سچی ناتمام کو حضرت امام شافعیؒ کے قول پر ختم کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں:

”تابعین کے بعد امام مالکؒ بدو کے لئے اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی حجتہ (نشانی)

ہیں۔ امام مالکؒ میرے استاد ہیں، جب کوئی حدیث تم کو مالکؒ کی روایت سے پہنچے

تو اسے مضبوط پکڑو کیونکہ وہ علم حدیث کا ایک درخشندہ ستارہ ہیں۔“

■ (تذویر الموالک)

قارئین کے خطوط

افکار و تاثرات

افکار و تاثرات کے تحت ہم سب سے پہلے سندھ کے شہر گرامی مرتبت
بزرگ صاحب اسٹا دو طریقت شخصیت خانقاہ دین پور شریف کے
قابل غرض نشتین حضرت المذوم مولانا عبد الہادی صاحب دین پوری دست بکرا تہم
کا ایک کتب گرامی پیش کرتے ہیں جس میں ملک کی حالت زار اور دینی سرود مہر جی بالخصوص
جشن ایران کے موقع پر پریس کی دینی بے بسی پر اظہارِ افسوس کیا گیا ہے۔ یہ نامہ گرامی
الحق کیلئے سرمایۂ افتخار و سعادت ہے۔ اور ہم ایسے قدسی صفات بزرگوں کی توجہ
محبت پر خداوند کریم کے شکر گزار ہیں۔ (ادارہ)



جشن ایران اور پریس کی دینی بے بسی | اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دعاؤ ترقی درجات، اسلام کے
مقدس نام پر حاصل کی جانے والی دنیا کی اس "سب سے بڑی اسلامی مملکت" میں "اسلام" پر جو کچھ میت
رہی ہے۔ اور ہم نے "من حیث العزم" شعائر و ارکان اسلام سے روگردانی و اجتناب کا جو رویہ اختیار
کیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ توجہ طلب ہے بلکہ بہت حد تک اندوہناک اور مایوس کن بھی۔ نتائج کیا ہوں گے؟
اس کا بہتر علم خدائے علیم و بصیر ہی کو ہو سکتا ہے۔ معاشرہ میں راہ پا جانے والی اخلاقی بے راہ روی، تہذیب
فرنگ کی تقلید، اسلام کے بنیادی عقائد تک سے کھلم کھلا انحراف اور تضحیک، اسلام کے نام پر الحاد
اور بے دینی کی تبلیغ کے لئے نشر و اشاعت کے وسائل کی فراوانی اور سرپرستی اس کے برعکس "اہل حق"
کی بے سرو سامانی ایسے امور ہیں کہ ان پر غور کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مبارکباد کے مستحق ہیں وہ لوگ
جو ان ناسامد حالات میں مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے "شرارِ بولہبی" کے مقابلے میں "پیرا غ مصطفوی"
کی بولند کئے ہوئے ہیں۔

عزیز محترم! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ کسی قوم کی اخلاقی، سماجی، سیاسی، تمدنی، تہذیبی اور مذہبی
حالت کا اندازہ روزمرہ کے واقعات اور حالاتِ حاضرہ سے لگایا جاتا ہے۔ اخبارات اور رسائل ایک
آئینہ کی حیثیت سے قومی زندگی کی مجموعی صورتِ حال کا عکس پیش کرتے ہیں۔ آپ اسے مایوسی قرار دیں

یابدولی (ناامیدی نہیں کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونے کا حکم ملا ہے) مجھ جیسے لوگ یہ عکس دیکھنے سے معذور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقیر ایک عرصہ سے اخبارات اور رسائل کے مطالعہ سے محنت ہے۔ ملنے لانے والوں یا عزیزوں میں سے کوئی کسی قابل ذکر واقعہ کا تذکرہ کرتا ہے۔ تو سن لیتا ہوں۔ دل پر چوٹ پڑتی ہے تو ہاتھ خود بخود دما کے لئے اٹھ جاتے ہیں کہ اب بس میں یہی کچھ رہ گیا ہے۔ پچھلے دنوں جشن شہنشاہیت ایران کے متعلق سنا۔ اللہ اکبر! ہم نے یہ دن بھی دیکھنے تھے۔ دکھ اس بات کا تھا کہ کوئی ٹوکنے والا نہیں۔ حیرت اس امر پر تھی کہ اُن حلقوں کی طرف سے بھی کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی جن کے نزدیک مصر کے مرحوم صدر جمال عبدالناصر اس لئے کشتی و گردن زدنی قرار پائے تھے کہ وہ اپنی کسی تقریر میں سخن ابن الفراعنہ کہہ بیٹھے تھے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ تنقید و تنقیص دشنام دہی اور بہتان طرازی کے ترکش میں کوئی تیر باقی نہیں رہا تھا۔ (صدرنا مرحوم کی کیا حیثیت ہے ان حضرات کے قلم اور زبان سے اہبات المؤمنین اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کرام تک محفوظ نہیں رہے)۔ اور پھر فقیر نے سنا کہ جمعیت علماء اسلام کے محترم قائدین مولانا غلام غوث ہزاروی مولانا عبدالمکیم اور مولانا مفتی محمود نے لبنان میں ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں مذکورہ جشن کے انعقاد کے بارے میں ارباب بست و کشاد کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی اور اب خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا جب میرے ایک عزیز نے مذکورہ موضوع پر الحق کا آئریہ سنایا۔ عزیزم! خدا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارے اکابر کے جانشینوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے سلسلے میں اسلام کی تائید کر وہ روایا کو برقرار رکھا ہے۔ بحوالہ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو حق گوئی و بے باکی کی مزید جرات عطا فرمائے اور اسلام کے بنیادی عقائد کے تحفظ کے سلسلے میں آپ کی کوششوں کو شرف قبولیت بخشے۔ فقیر کافی عرصہ سے بیمار رہتا ہے۔ معالج حضرات کے مشورہ پر گزشتہ دو سال کا موسم گرمی کے قریب بھوربن کے مقام پر قیام رہا۔ آپ حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں فقیر کی طرف سے ہدیہ اسلام پہنچائیں اور اُن سے یہ دعا کرنے کے لئے کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جسمانی عوارضات کی صورت میں فقیر کو جن انعامات و عنایات سے سرفراز فرمایا ہے ان سے مانوس ہو جانے کی توفیق عنایت فرمائیں۔

باقی سب خیریت ہے۔ خدا کرے آپ بخیر و عافیت ہوں۔ والسلام

(حضرت مولانا عبدالہادی صاحب)

دینے پور